انا للہ وانا الیہ راجعون ○ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ انا للہ وانا الیہ راجعون

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوّت
کراچی

موتُ العالِمِ، موتُ العالَم، موت العالَم

مولانا محمد شریف جالندھری رحلت فرما گئے

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ، قافلہ بخاری کے مجاہد، مولانا محمد شریف جالندھری انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم نے دینی علوم سے فراغت کے بعد ہی محاذ "ختم نبوت" سے کام شروع کیا اور آخری سانس تک اس کام کو بخوبی سرانجام دیتے رہے۔ مولانا مرحوم کی ساری زندگی کا مشن یہی تھا۔ گذشتہ ایک عرصہ سے دل کے عارضے میں مبتلا تھے۔ لیکن اس کے باوجود پوری لگن سے کام کرتے رہے۔ جمعرات ۱۴، فروری ۸۴ء کو دن بھر دفتر ختم نبوت ملتان میں کام کرتے رہے۔ شام کو بعد نماز مغرب دل کا ایک شدید دورا پڑا اور خالق حقیقی سے جاملے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۶۸ برس تھی۔

امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، مولانا خان محمد دامت برکاتہم، نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمن اور اراکین و مبلغین ختم نبوت اس عظیم سانحہ پر مولانا مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی سے وابستہ تمام کارکنان نے بھی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

(ادارہ)

۳ | ۹ تا ۱۵ رجمادی الثانی ۱۴۰۵ھ مطابق ۲ تا ۸ مارچ ۸۵ء | ۳۷۰

انا للہ وانا الیہ راجعون ○ انا للہ وانا الیہ راجعون ○ انا للہ وانا الیہ راجعون

خصائلِ نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشت کی نماز

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

حدثنا محمد بن المثنی حدثنا ابوداؤد حدثنا محمد بن مسلم بن ابی الوضاح عن عبدالکریم الجزری عن عبداللہ بن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی اربعا بعد ان تزول الشمس قبل الظہر وقال انہا ساعۃ تفتح فیہا ابواب السماء فاحب ان یصعد لی فیہا عمل صالح۔

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی عمل صالح اس وقت بارگاہِ عالی تک پہنچے۔

فائدہ: اور نماز سے بڑھ کر کوئی اور عمل صالح کیا ہوسکتا ہے کہ تمام عبادات سے افضل ترین عبادت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نماز پڑھنے والا اللہ جل شانہٗ سے سرگوشی کرتا ہے۔

کراچی میں یوم اسلم قریشی

۱۷ فروری آج یہاں دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں یوم اسلم قریشی منایا گیا۔ کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے مجلس کے جنرل سیکرٹری جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے کہا کہ آج مولانا اسلم قریشی کو اغوا ہوئے پورے دو سال ہوچکے ہیں مگر ابھی تک ان کے ملزموں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا محمد اسلم قریشی کی گمشدگی کا سانحہ ناقابل فراموش ہے۔ تمام مسلمان اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک اس مسئلہ کو حل نہیں کرالیں گے۔

بقیہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

میں سے تھے۔ ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ کافی صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور ان سے روایت کی۔ اس لیے آپ کا تابعی ہونا ایک ایسا وصف ہے جو دوسرے ائمہ میں نہیں۔ بہت ہی زبردست عالم اور امام گزرے ہیں۔ تقویٰ میں بھی آپؒ کی نظیر کم ملے گی۔ کئی سال تک عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی اور تیس برس تک برابر ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ بہت ہی زیادہ پرہیزگار تھے۔ پچپن حج کیے۔ آپؒ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ساری عمر اشاعت دین اور تبلیغ مذہب میں گزاری۔

۱۵۰ھ میں شوال کے مہینے میں انتقال فرمایا۔ جنازہ کی نماز میں پچاس ہزار آدمی شریک ہوئے۔ اور جن ۲۰ روز تک آپؒ کی قبر پر دعا کرتے رہے۔ ۴۵۹ھ میں سلطان محمد خوارزمی نے آپؒ کی قبر پر ایک بہت بڑا گنبد اور اس کے قریب ایک بڑا مدرسہ جاری کیا۔ ہر زبان میں آپؒ کی سوانح حیات لکھی گئی ہیں۔ آپؒ کی وفات میں متعدد اقوال ہیں۔ اکثر مؤرخین کی رائے یہی ہے کہ خلیفہ منصور نے آپؒ کو زہر دلوا کر مروا ڈالا۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپؒ نے قضا کا عہدہ قبول نہ کیا۔ مگر اصلی وجہ یہ ہے کہ امام اعظمؒ بہت بڑے شجاع اور حق گو تھے۔ آپ نے منصور کی خلافت کو ناجائز سمجھ کر زید بن علی بن حسین کی تائید فرمائی تھی۔ اس لیے منصور ابن ہبیرہ نے عہدۂ قضا کو بہانہ بنا کر آپؒ کو زہر دلوا دیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

جلد نمبر ۳

شمارہ نمبر ۳۷

فہرست

۱۔ خصائل نبوی
حضرت شیخ الحدیث رح ۲

۲۔ گلدستہ
حضرت سید حسین صاحب مدظلہٗ ۲

۳۔ ابتدائیہ
مولانا منظور احمد الحسینی ۵

۴۔ اخبارات کے آئینے میں ۶

۵۔ تعزیتی پیغامات ۷

۶۔ مولانا تاج محمودؒ سچے عاشق رسولؐ تھے
جناب خالد محمود شوق ۹

۷۔ قادیانیوں کے اعتراض کا جواب
مولانا تاج محمد فقیر والی ۱۴

۸۔ براۃ امام اعظم رح حضرت مولانا زاہد الحسینی صاحب ۱۶

۹۔ اسلام کی عالمگیر دعوت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ۱۹

۱۰۔ توبہ کے آداب
عبید اللہ رحیمی ۲۱

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۷۰ روپے
ششماہی ــــ ۴۰ روپے
سہ ماہی ــــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
امجد محمود

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ــــــــ ۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام ــــــ ۲۴۵ روپے
یورپ ــــــــ ۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ــــــــ ۲۷۰ روپے
افریقہ ــــــــ ۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان ــــــــ ۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: A/۲۰ سائرہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

ملفوظات

حضرت اقدس سید حسین صاحب مدظلہ علی گڑھ ، ... خلیفہ مجاز حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب

گلدستہ معرفت

صدق و اخلاص کی اہمیت

فرمایا کہ ذکر و صلوٰۃ دونوں اللہ تعالیٰ کے قرب کے ذرائع ہیں مگر صدق و اخلاص کے ساتھ ہوں، جس کے لیے اپنے اختیار بھر کوشش لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے راز جاننے والے ہیں اس لیے وہ دیکھتے ہیں کہ بندہ نے دل سے کوشش کی کہ نہیں۔ جس توجہ سے دنیاوی مقاصد کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر کم از کم اسی قدر دلی توجہ سے ذکر و صلوٰۃ میں ہو تو پھر دیکھئے کہ کیسی برکت ہوتی ہے کہ آپ خود محسوس فرمائیں گے۔ عدم توجہی سے کوئی کام پسندیدہ نہیں ہوتا، نہ دین کا نہ دنیا کا۔

بزرگوں سے اکثر درخواست کی جاتی ہے کہ دعا اور توجہ فرمائیں، تو معلوم ہوا کہ توجہ بھی دعا کی طرح مؤثر چیز ہے۔ لہٰذا نماز و ذکر و دیگر عبادات بھی توجہ سے ادا کرنی چاہیے تاکہ لائقِ قبولیت حق ہوں۔

فرمایا کہ کسی سے کوئی امید نہ رکھنی چاہیے بجز حق تعالیٰ کے۔ کیونکہ اس میں سخت مایوسی اور دھوکہ ہوتا ہے، خصوصاً اس زمانے میں اپنے خونی اعزاز بھی اپنے نہیں ہوتے حتیٰ کہ ایک مدت تک مالی اور بدنی خدمت کا فائدہ اٹھانے کے بعد بھی سارے احسانات کو یکسر بھلا دیتے ہیں، تو پھر احباب اور اغیار کا کیا کہنا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کسی سے کوئی امید نہ رکھو۔ حتیٰ کہ مجھ سے بھی نہ رکھنا۔ جب یہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ تن متوجہ رہنا چاہیے بلکہ یہ دعا برابر مانگتے رہنا چاہیے کہ:

اے اللہ! اپنے سوا کسی بندہ سے
ہماری حاجات کو وابستہ نہ کیجئے، کہ تو
ہی اپنا ہے اور سب غیر ہیں، ہم تجھے چھوڑ کر
کسی غیر سے کیوں مانگیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی مناجات کا یہ شعر اس باب میں بے نظیر ہے ؎

گدا خود را ترا سلطاں چوں دیدم
بدرگاہ تو اے رحماں دویدم

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت سے پہلے معاصی چھوٹتے ہیں، اس کے بعد وساوس اور وہم و گمان دل سے نکلتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا ذکر قلب میں ہوجاتا ہے۔ تب وساوس کالعدم ہوجاتے ہیں اور یقین کی دولت عطا ہوتی ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت ترقی پذیر ہوتی ہے۔

بقیہ: اخبارات کے آئینے میں

گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ لاہور سے کالعدم جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل نے نے مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ (جنگ لاہور ۱۶ فروری)

ابتدائیہ

آہ! مولانا محمد شریف جالندھری

۱۵ فروری ۱۹۸۵ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب تحریک آزادی کے نامور مجاہد، شمع ختم نبوت کے پروانے اور امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق کار، مولانا محمد شریف جالندھری رحؒ ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان' اس دارفانی سے رحلت کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمعہ ۱۰ بجے دن ان کا جنازہ ہزاروں سوگوار عقیدت مندوں، لواحقین اور ساتھیوں نے اٹھایا۔ ساڑھے دس بجے نماز جنازہ ملتان کی مشہور عیدگاہ میں ادا کی گئی۔ مولاناؒ کی نماز جنازہ کی امامت خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین اور امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان' مولانا خان محمد مدظلہٗ نے کی۔

ملتان اور بیرونی مقامات سے آئے ہوئے ہزاروں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جنازہ میں ہر مکتبہ فکر ہر حلقہ اور ہر طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ ملک بھر کے دینی حلقوں کو مولاناؒ کے انتقال سے شدید صدمہ ہوا ہے' وفات کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۶۷ سال تھی۔ گذشتہ دس سال سے آپ دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔

مولانا جالندھریؒ کو مرحوم لکھتے ہوئے اک ہوک سی اٹھتی ہے۔ اور دل کسی طرح نہیں مانتا۔ آپ ایک بلند پایہ عالم، لائق منتظم، معاملہ فہم اور زیرک راہنما تھے۔ برسہا برس تک مرکزی نظامت اعلیٰ کو آپ نے نہایت کامیابی سے چلایا مجلس کے تمام مبلغین آپ سے انتہائی خلوص و محبت سے پیش آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تمام مبلغین کو نہ صرف آپ پر اعتماد تھا۔ بلکہ روایتی محبت سے بڑھ کر آپ کو چاچا جان کے مقدس عنوان سے پکار کر بلائیں لیتے تھے۔

مولاناؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانیوں میں سے تھے۔ آپ نے تحفظ ختم نبوت کے میدان میں امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ' کے شانہ بشانہ بڑی قربانیاں دیں اور منکرین ختم نبوت کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک میں آپ صف اول کے راہنماؤں میں سے تھے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کے بعد مولاناؒ نے اپنی ساری توجہ ربوہ پر مرکوز کر دی اور ربوہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیے زمین حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی، چنانچہ آپ ہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج ربوہ میں ختم نبوت کے دو عظیم مراکز (مدارس، مساجد، دفاتر) قائم ہیں۔

مولانا اسلم قریشی کیس کے سلسلے میں مولاناؒ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں شدید ضعف اور بیماری کے باوجود آپ نے اس سلسلے میں دور دور کا سفر کیا ویسے بھی آپ جماعتی امور کے نظم کے سلسلے میں ہمیشہ سفر میں

باقی صہ ۲۲ پر

وفات حسرت آیات مولانا محمد شریف جالندھری

اخبارات کے آئینے میں

اداریہ جنگ لاہور

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد شریف جالندھری مختصر علالت کے بعد جمعرات کو ملتان میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا مرحوم ایک فاضل عالم دین اور سرگرم رہنما تھے۔ ان کا شمار تحریک ختم نبوت کے اس اولین دستے میں کیا جاتا ہے۔ جس میں مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا ابوالحسناتؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ جیسے جید علمائے کرام شامل تھے۔ تحریک ختم نبوت کو مولانا مرحوم کی تنظیمی صلاحیتوں نے کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ انہی کی مساعی کا نتیجہ تھا کہ تمام مسالک کے علمائے کرام ایک پلیٹ فارم پر یکجا ہو کر اس مقدس فریضے کی ادائیگی کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ اس اعتبار سے انہیں ایک خوش نصیب شخصیت قرار دیا جا سکتا ہے کہ جس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ اسے اپنے عرصہ حیات کے دوران ہی پایہ تکمیل تک پہنچتے دیکھا۔ وہ ایک مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ ہر شخص کے ساتھ ان کا سلوک محبانہ اور مشفقانہ تھا۔ تحریک کا کام کرنے کے علاوہ مولاناؒ ادارہ مبلغین کے بھی سربراہ تھے ان کی نگرانی میں انتہائی قابل قدر تبلیغی کام ہوا ہے۔ ان کی صحت کافی عرصے سے خراب تھی۔ لیکن وہ مرتے دم تک مستعدی کے ساتھ دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد شریف جالندھری کو سپرد خاک کر دیا گیا

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھری کے جسد خاکی کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی میت تدفین کے لیے ان کے گاؤں کاسی تحصیل کبیر والا لے جائی گئی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے ان کی تجہیز و تکفین کے لیے ملک کے مختلف حصوں سے بھی بڑی تعداد میں لوگ آئے جن میں ممتاز علماء اور مذہبی شخصیتیں شامل تھیں۔ جب ان کا جنازہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے اٹھایا گیا۔ تو رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے مرحوم کے عقیدت مند ، زار و قطار رو رہے تھے۔ مولانا جالندھری کی میت ان کے گاؤں تدفین کے لیے لے جانے سے قبل ملتان میں بھی ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ مولانا محمد شریف عمر بھر تحفظ ختم نبوت کے لیے جدوجہد کرتے رہے اور اس مقصد کے لیے انہوں نے کئی بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خان محمد نے مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات کو عظیم ملی صدمہ قرار دیا ہے۔ اور انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مرحوم نے تحفظ ختم نبوت کے لیے جدوجہد کو اپنی زندگی کا مشن بنایا ہوا تھا۔ اس سلسلے میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مولانا قاری محمد حنیف، مولانا محمد شریف کشمیری، مولانا فیض احمد، مولانا عزیز الرحمٰن اور دیگر علماء نے مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات پر

باقی ص۲ پر

مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات پر تعزیتی پیغامات

مولانا محمد شریف جالندھری ممتاز اسکالر تھے جنرل ضیاء

مولانا جالندھری رح کی وفات پر ملک بھر سے تعزیتی پیغامات وصول ہو رہے ہیں۔ صدرِ مملکت، وفاقی وزراء، علماء کرام کے علاوہ مختلف تنظیموں نے بھی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ ذیل میں ہم ان تعزیتی پیغامات کو شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ممتاز مذہبی دانشور مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ مرحوم کی بیوہ کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں صدر نے کہا "مجھے آپ کے لائق شوہر کی وفات کی خبر سن کر بہت صدمہ ہوا۔ مولانا محمد شریف جالندھری ممتاز اسکالر تھے۔ اسلام سے ان کے لگن اور اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے قابل قدر خدمات کی وجہ سے انہیں ممتاز علماء کی صف میں قابل عزت مقام حاصل ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کو اور خاندان کے دیگر ارکان کو اس ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نائب امیر مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی زون کے امیر الحاج لال حسین، سیکرٹری جنرل جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا، سیکرٹری اطلاعات و نشریات مولانا منظور احمد الحسینی، مبلغ مولانا خلیل احمد اختر، مولانا سعید احمد جلالپوری اور مجلس کے دیگر اراکین نے اپنے مشترکہ بیان میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری رح کے پرانے رفیق کار، مولانا محمد شریف جالندھری رح کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ آپ کی رحلت ملک و ملت کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے، مولانا مرحوم نے اپنی پوری زندگی تحفظ ختم نبوت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ اور اس کے لیے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ مجلس کے بانی قائدین میں سے اور ہمارے لیے اثاثہ تھے۔ اب جب کہ ختم نبوت کے سلسلے میں کام جاری ہے۔ اس انتہائی نازک موڑ پر آپ کا ہم سے بچھڑنا انتہائی تکلیف دہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ اور انہیں اپنے مقربین میں جگہ اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا بروز ہفتہ مورخہ ۱۶ فروری ۸۵ء کو بذریعہ طیارہ ملتان پہنچے۔ وہ ایئرپورٹ سے سیدھے مولانا شریف جالندھری رح کے

گاؤں تشریف لے گئے۔ جہاں مولانا لدھیانوی اور بابا صاحب نے اپنی طرف سے اور مجلس کراچی کے کارکنوں کی طرف سے مولانا مرحوم کے صاحبزادوں اور جملہ پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کیا۔ نیز انہوں نے مولانا مرحوم کی قبر پر دعائے مغفرت کے لیے حاضری دی۔

وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات راجہ ظفر الحق نے اپنے پیغام تعزیت میں مولانا محمد شریف جالندھری کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ حضرت مولانا کو آج یہاں سپرد خاک کیا گیا۔ جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ مولانا ابوذر غفاری حافظ محمد اکبر سید عطاء المحسن نے ایک قرارداد کے ذریعے مرحوم کی ان خدمات کو سراہا ہے۔ جو انہوں نے ملک میں نفاذ اسلام اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے کیے ہیں۔ جامعہ خیر المدارس میں بھی ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس میں مفتی محمد حنیف جالندھری، شیخ الحدیث مولانا محمد شریف کشمیری اور مولانا فیض احمد نے مرحوم کی دینی خدمات اور ان کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ (نوائے وقت ملتان ۱۹ فروری)

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت والجماعت پاکستان کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت علامہ محمد عبدالحئی منعقد ہوا۔ جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد شریف جالندھری کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا موصوف کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے مرحوم نے اپنی ساری زندگی مسئلہ ختم نبوت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ مرحوم کے لیے جمعہ کے اجتماع میں قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا اجلاس میں علامہ محمد حسین حیدری، مولانا محمد جان حامد، مولانا محمد اسحٰق جالندھری، مولانا منظور احمد تونسوی، مولانا غلام مصطفےٰ رحمانی، مولانا محمد یوسف، مولانا عطاء اللہ مشتاق، مولانا محمد اسلم نیازی، مولانا غلام سرور شاکر، حاجی عبدالمجید، حاجی محمد لقمان مغل، حاجی محمد سہیل، مولانا محمد حسن، سید عبدالباسط اور مولانا حنیف اللہ نے شرکت کی۔

امروز ۱۵ فروری

انجمن عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم (رجسٹرڈ) بزرڈ لائن کے صدر مولانا منظور احمد الحسینی نائب صدر حافظ قاسم علی جنرل سیکرٹری الحاج محمد شفیع رانا، ناظم نشر و اشاعت محمد شریف اور تمام ممبران نے حضرت مولانا محمد شریف جالندھری کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے انتقال پر ملال کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد امت اور ختم نبوت کے سلسلے میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

دریں اثناء کل جمعۃ المبارک کے بعد جامع مسجد بزرڈ لائن کے تمام نمازیوں نے آپ کے لیے ایصال ثواب کرتے ہوئے مغفرت کی دعا کی۔

مولانا اکرام الحق خیری نے اپنے ایک تعزیتی پیغام میں کہا یہ خبر سن کر کہ مولانا محمد شریف جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" انتہائی قلبی صدمہ ہوا۔ کیونکہ امت مسلمہ ایک عظیم شخصیت سے اور اراکین مجلس تحفظ ختم نبوت ایک رہنما سے محروم ہو گئے۔ اللہ مرحوم کو کروٹ کروٹ سکون و آرام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے نقصان کی تلافی فرمائے آمین۔

جماعت اسلامی پاکستان کے امیر میاں طفیل محمد نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا شریف جالندھری کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ ایک تعزیتی پیغام میں میاں طفیل محمد نے کہا کہ مولانا محمد شریف جالندھری نے اپنی زندگی ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ اور اس کے لیے انہوں نے قید و بند کی مشقتیں بھی برداشت کیں۔ ان کی وفات سے ہر صاحب ایمان کو دلی صدمہ پہنچا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے بہترین عمل کے مطابق اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جسارت کراچی

خالد محمود شوق فیصل آباد

مولانا تاج محمودؒ سچے عاشق رسولؐ تھے

مولانا مرحوم کی پہلی برسی کے موقعہ پر منعقدہ اجلاس میں مقررین کا زبردست خراج عقیدت

۲۲ر جنوری ۱۹۸۵ء کو شب کے ۸ بجے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے اقبال ہال میں مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمود مرحوم کی پہلی برسی منائی گئی۔ اس کا اہتمام پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کی تنظیم تحفظ ختم نبوت نے کیا۔ شب کا اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا۔ انتخابی سرگرمیوں کے باعث سڑکوں پر رونق برقرار تھی۔ اقبال ہال کی نشستیں وقت سے پہلے پوری طرح بھر چکی تھیں۔ اسٹیج سیکرٹری افتخار فیروز نے پروگرام کا آغاز تلاوت سے کروایا اور ڈاکٹر صولت نواز نے تلاوت کی۔ پھر مشہور نعت خواں عبدالستار نیازی نے نعت سنائی۔ افتخار فیروز نے ابتدائی طور پر ہی مولانا تاج محمودؒ کے بارے میں اپنا مضمون پڑھا۔ اور ان کی آواز نے مولاناؒ کی جدوجہد کے تمام مناظر سامعین کے سامنے کر دیئے۔ رات کا سماں، سامعین کی گہری خاموشی و افتخار فیروز کی "اسٹیشن والے مولوی صاحبؒ" کے بارے میں پرتاثیر گفتگو نے ایسا رنگ پیدا کر دیا۔ کہ سامعین تقریر کو سننے کے لیے پوری طرح ہمہ تن گوش ہو گئے۔ مقررین میں پنجاب کے مشہور سیاسی رہنما وفاقی شوریٰ کے رکن جناب ایم۔ اے حمزہ، موتمر اسلامی فیصل آباد کے صدر طفیل احمد ضیار، مشہور خطیب مولانا ضیاء القاسمی، وفاقی مجلس شوریٰ کے رکن شفیق احمد بٹ، سادات پارٹی کے سید طاہر احمد شاہ، جماعت اہل حدیث کے مولانا یوسف انور، مختار رانا کے ساتھی اور حالیہ مسلم لیگی مولانا احمد سعید لدھیانوی، ممتاز شیعہ رہنما علامہ ع۔ غ کراروی، ضلعی زکوٰۃ و عشر کمیٹی کے چیئرمین حکیم سلطان احمد داؤدی، صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت کی کتاب "اخلاق رسولؐ" کے مصنف فقیر محمد ندیم باری، جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل علامہ عبدالرشید ارشد، ایوان صنعت و تجارت کے سابق صدر سید نذر حسین شاہ، گوجرانوالہ سے علامہ عزیز انصاری، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا اللہ وسایا، مولانا تاج محمودؒ کے دست راست اقبال فیروز، سیالکوٹ کے نعیم آسی شامل تھے۔ جب کہ مشہور شاعر سید امین گیلانی، زاہد منیر عامر نے منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ پروگرام کی صدارت پروفیسر غازی احمد نے کی۔ جب کہ مہمان خصوصی حضرت مولانا خان محمد امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت تھے۔ افتخار فیروز ہر آنے والے کا تعارف کسی نہ کسی طرح مولانا کی نسبت کے حوالے سے کراتے رہے۔ تنظیم ختم نبوت پنجاب میڈیکل کالج کا تعارف کراتے ہوئے حافظ محمد اسلم نے کہا "اس تنظیم کی بنیاد مولانا تاج محمودؒ نے اپنی وفات سے چوبیس ۲۴ گھنٹے قبل رکھی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ طلبہ وطن عزیز میں قادیانیوں اور ان کے آلۂ کاروں کو جہنم رسید کریں گے۔ اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرتے رہیں گے۔ ہفت روزہ پاکستان کے سابق ایڈیٹر حنیف رضا مرحوم کے صاحبزادے عرفان رضا نے مولانا مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور یہ منظوم ہدیہ عقیدت سناتے ہوئے رخصت ہوتے۔ ؎

مجاہد ختم نبوت تھا رخصت ہوا
وکیل ختم نبوت تھا رخصت ہوا

چیئرمین ضلعی زکوٰۃ و عشر کمیٹی حکیم سلطان احمد داؤدی نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ میں دل کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے لختِ جگر کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔" مولانا کے صاحبزادے طارق محمود کو یہ کہتے چلے گئے۔

ے تمہارے ساتھ دعائیں ہیں دردمندوں کی

صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب سیرت "اخلاقِ رسولؐ" کے مصنف فقیر محمد ندیم باری کا کہنا تھا۔ کہ مولانا ختم نبوت کے حوالے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہوگئے۔ انہوں نے عشقِ رسولؐ اور ختم نبوت کی جو شمع روشن کی تھی۔ وہ قیامت تک روشن رہے گی اور کفر کے خلاف جنگ جاری رہے گی۔"

جمعیت اہلحدیث کے مولانا محمد یوسف انور کا کہنا تھا کہ مولانا مرحوم نے زندگی کی آخری تقریر میری درخواست پر کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان کے نصب العین کو آگے بڑھائیں۔

سید امین گیلانی کا کہنا تھا۔

ے وہ جرأت اور صداقت کا نشاں تھا اسکے کیا کہنے
علمِ حق کیلئے ہر دم رواں تھا اس کے کیا کہنے
اسے تھا اک جنوں ختم نبوت کی حفاظت کا
یہ کام اس کے لیے تسکینِ جاں تھا اسکے کیا کہنے
اور بہت کم آدمی اس دور میں اس جیسے دیکھے ہیں
خرد کا پیر و ہمت کا جواں تھا۔ اسکے کیا کہنے
اگرچہ وہ خاکی تھا ارادے تھے پہاڑ اس کے
زمیں پہ حریفِ آسماں تھا اس کے کیا کہنے
یہی تو وجہ تھی اس شخص کے مقبول ہونے کی
وہ اوروں کے دلوں کا ترجماں تھا اسکے کیا کہنے
بلبل تھا چمن کی ڈالی ڈالی اس سے واقف تھی
گلاب و یاسمین کا راز داں تھا اس کے کیا کہنے
وطن کے دشمنوں سے اسکی اکثر جنگ رہتی تھی
وطن کا جیالا اک پاسباں تھا اس کے کیا کہنے
امینؔ اس نے ہمیشہ حق کہا اور حق پر رہا قائم
وہ حق والوں کا میرِ کارواں تھا اس کے کیا کہنے

علامہ عبدالرشید ارشدؔ نے کہا کہ مولانا معاشی اور سیاسی طور پر اتنے مستحکم نہ تھے۔ لیکن جب انہوں نے خدا کے دین کو اپنا کر خدمت کی تو امت نے ان کو قائد بنا دیا۔ وہ اتحاد کی علامت تھے۔ ان کی ساری زندگی مسلمانوں کے آپس کے اختلافات ختم کرانے میں بسر ہوئی۔ انہوں نے دلوں پر بادشاہی کی اور ختم نبوت کے پاسباں کی حیثیت سے ابدی شہرت سے سرفراز ہوگئے۔

ایوانِ صنعت و تجارت فیصل آباد کے سابق صدر سید نذر حسین شاہ کا کہنا تھا کہ مولانا میرے استاد اور شفیق باپ کی طرح تھے۔ انہوں نے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا تنگدستی میں بھی وہ غنی رہے۔ اس طرح سید نذر حسین شاہ مولانا مرحوم کے آخری ایام کی داستانیں سناتے ہوئے سامعین کو رلاتے ہوئے رخصت ہوئے۔

مشہور خطیب ضیاء القاسمی اپنی طبیعت کی ناسازی کے باوجود آئے۔ اور مولانا مرحوم سے اپنے تعلق کی یادیں بتائیں اور کہا جس نسبت کی وجہ سے وہ محمود اور محبوب تھے۔ وہ سردارِ عالمؐ کی ختم نبوت کا مسئلہ ہے جس کو انہوں نے حل کرایا۔ پھر کہا کہ تمام لوگوں کا فرض ہے کہ قادیانیوں کے خلاف جہاد کریں۔

مجلس شوریٰ کے رکن جناب شفیق بٹ نے کہا کہ مولانا نے ختم نبوت کے پروانوں کو جو راستہ دکھایا ہے۔ اس کے باعث وہ مرے نہیں بلکہ زندہ اور پائندہ ہوگئے۔ وہ سچے عاشقِ رسولؐ تھے۔ اور اس میں کسی قسم کی ملاوٹ تسلیم نہیں کرتے تھے۔ پھر کہا

ے ہم ایسے لوگ یارو آئے دن پیدا نہیں ہوتے

علامہ عزیز انصاری نے کہا

ے مر کر بھی کہیں مرتے ہیں تجھ جیسے قلندر
تو آج بھی زندہ ہے محمدؐ کے ثنا گر

مولانا تاج محمودؒ اور شورش کاشمیریؒ کی باتیں سنائی اور جناب حمزہ سے کہا کہ وہ وطنِ عزیز کی صورتحال سے

پیش نظر حکومت اور ایم۔آر۔ڈی کے درمیان محاذ آرائی ختم کرانے کی کوشش کریں یہ ہمارے ملک کے لیے نقصان دہ ہے۔ اس ناا‌تفاقی سے مرزائی کوئی نیا فتنہ کھڑا کر سکتے ہیں۔

مولانا تاج محمودؒ کے بہت ہی قریب رہنے والے جماعت اسلامی کے طفیل احمد ضیاء نے کہا کہ مولانا ایک عظیم الشان انسان تھے۔ انہوں نے ساری زندگی طاغوت اور منکرین ختم نبوت کے خلاف جہاد میں بسر کی۔ وہ زمانہ ساز شخصیت تھے پھر مولاناؒ کی غریبوں سے ہمدردی کے چند واقعات سنائے۔ پھر مولانا مرحوم کے متعلق یہ شعر سنایا اور رخصت ہوئے۔

خدا کی قسم بہت یاد آیا کروں گا
کھو گئے تم وہ جان محفل کہاں ہے؟

پھر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا اللہ وسایا آئے پندرہ برس مولاناؒ کی رفاقت میں بسر کرنے والے مولوی اللہ وسایا نے عوام کی عدالت میں مولانا اسلم قریشی کے اغوار کے واقعہ پھر اس کی تفتیش کے عوامل پر روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب! پانی سر سے گزر چکا ہے یا تو ہمیں مولانا اسلم قریشی واپس کریں یا پھر ہمیں بھی مولانا اسلم قریشی کے پاس پہنچا دیں۔ ان کا کہنا تھا کہ مولانا تاج محمودؒ کو مولانا محمد اسلم قریشی کا غم لیکر بیٹھ گیا۔ مولانا اللہ وسایا نے فیصل آباد کے ڈی آئی جی میجر مشتاق احمد اور مرزائی انسپکٹر حمید اللہ کو مولانا محمد اسلم قریشی کے سانحے کا ذمہ دار قرار دیا اور کہا کہ یہی لوگ مجرم ہیں۔ انہوں نے ڈی آئی جی پر الزام عائد کیا کہ اس نے نیشنل چوہدری کے ملک کے قتل میں ملزموں سے ۱۳ لاکھ روپے رشوت لے کر کیس خراب کر دیا ہے۔ اور اب بھی مرزائیوں کی پشت پناہی کی جارہی ہے۔ انہوں نے مجلس شوریٰ کے رکن جناب حمزہ سے کہا کہ وہ مولانا اسلم قریشی کے اغوار کا معمہ حل کرانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

سید طاہر احمد شاہ نے کہا کہ مولانا کو میں نے ہمیشہ ایک عالم دین نیک اور شفیق انسان کے روپ میں پایا انہوں نے اپنی ساری زندگی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے گزار دی۔ شہر میں جب بھی کوئی سیاسی یا مذہبی تنازعہ برپا ہوا تو مولانا مرحوم نے اس کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

جناب اقبال فیروز کا کہنا تھا کہ "مولاناؒ کا جنازہ اس قدر فقید المثال تھا کہ مومن کا جنازہ رب العزت کے ہاں ان کی مقبولیت کا پتہ دیتا ہے۔ اس جنازے میں مولانا کے عقیدت مند ہر گوشے اور ہر فرقے سے پہنچے۔ سبز پوش قلندر بھی روتے پائے گئے۔ مولانا مرحوم ہمیشہ قادیانیت کا تعاقب کرتے پائے گئے۔ جب بھی ملک میں کوئی اہم حادثہ رونما ہوتا وہ اس کے اسباب تک پہنچ جاتے۔

مجلس شوریٰ کے رکن جناب ایم۔اے حمزہ نے کہا کہ مولانا مرحوم میرے والد صاحب کی وجہ سے مجھے ہمیشہ پیار کرتے تھے۔ ان کا تدبر، دور اندیشی و الجھے ہوئے معاملات کو درست کرنا سب یاد آتے ہیں۔ انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ اور آج وطن عزیز کو اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔ قادیانی بین الاقوامی طور پر سازشیں کر رہے ہیں۔ یہ اسرائیل سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ حکومت کے اہم عہدوں پر براجمان ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان کو کلیدی آسامیوں سے الگ کیا جائے اور ان کو ان کی تعداد کے لحاظ سے ملازمتیں دی جائیں۔ علماء کرام کو اپنی صفوں کو درست کرنا چاہیے اور اپنے اندر خامیوں کو ختم کرنا چاہیے۔ مولانا مرحوم کا ساری زندگی یہی مشن رہا۔ جناب حمزہ نے مولانا محمد اسلم قریشی کو برآمد کرنے اور ان کے متعلق پتہ چلانے کا بھی مطالبہ کیا۔

مولانا محمد سعید لدھیانوی نے کہا کہ مولاناؒ فرقہ وارانہ اتحاد کا مظہر تھے۔ صدر مملکت نے قادیانی آرڈیننس نافذ کرکے بہت بڑا کام کیا ہے۔ اس لیے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مولانا احمد سعید لدھیانوی نے خان عبد الولی خان اور بیگم ولی خان کی قادیانی آرڈیننس کی مخالفت پر بڑی طرح مذمت کی اور کہا کہ پہلے تو ان کا داخلہ پنجاب میں بند ہے۔ اب اس طرح کی حرکتیں کرنے پر پورے پاکستان میں داخلہ بند کر دیا جائے گا۔ ان کو خوب غور کر لینا چاہیے۔ مولانا نے ارتداد کی سزا نافذ کرنے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ مرتد کی سزا جاری کی جائے تو انشاءاللہ سارے قادیانی تائب ہو جائیں گے۔ یہ بزدل اور منافق ہیں

دعوت و ارشاد چنیوٹ کے سربراہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ مولانا تاج محمودؒ کو صحیح خراج عقیدت پیش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے اندر بھی ان جیسی خوبیاں پیدا کریں۔ اور وہ درد اور فکر پیدا کریں۔ جو مولانا مرحوم کے اندر اسلام کے لیے تھا۔ پھر کہا کہ صدر نے جو آرڈیننس جاری کیا ہے۔ اس پر عمل درآمد ربوہ کی حدود کے اندر بھی ہونا چاہیے۔ اب تو شریعت کورٹ نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو دھوکے باز اور فراڈی قرار دیا ہے۔ اب قادیانی پورے ملک میں عوام کو گمراہ کن خطوط لکھ رہے ہیں کہ ان کی عبادت گاہوں کے اندر سے کلمہ طیبہ کو مٹایا جا رہا ہے۔ یہ ان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مسجد ضرار کو خود رسول اللہؐ نے مسمار کیا تھا۔ صدیق اکبرؓ نے ارتداد کے فتنے کو ختم کرنے کے لیے جنگ کی اور بائیس ہزار مرتدین کو قتل کیا۔ مرتد کو اسلامی مملکت کے اندر زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں اس لیے مرتد کی شرعی سزا جاری کر کے عمل کیا جائے۔ انشاءاللہ زیادہ خون بہانے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اگر یہ لتنے بہادر ہوتے تو لندن بھاگ کر پناہ نہ لیتے۔ یہ سب تائب ہو جائیں گے۔

سیالکوٹ کے نعیم آسی نے کہا کہ جناب حمزہ نے علماء پر تنقید کی ہے اور ان کی صفوں میں نظم وضبط اور تنظیم کے فقدان کا ذکر کیا ہے۔ تو جناب حمزہ کو فوراً آگے بڑھ کر ختم نبوت کی قیادت سنبھالنی چاہیے وہ جمہوریت کے لیے مشکلات برداشت کر سکتے ہیں تو کیا عقیدہ ختم نبوت کی خاطر یہ قربانی نہیں دے سکتے۔ پھر کہا کہ اسلام میں جس قتل کا یا جرم کا سراغ نہ ملے اس کی ذمہ دار صدر مملکت ہیں۔ حکومت کو اسلم قریشی کے بارے میں اپنی ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہیے۔ حکومت یا تو مولانا اسلم قریشی کو برآمد کرے۔ یا پھر ان کے قتل کا سراغ لگا کر ان کی نعش مہیا کرے۔ تاکہ ہم ان کا "جشن موت" تو منا سکیں۔ اب آئندہ مولانا اسلم قریشی کے لیے جو جلوس نکلے گا: اس کی قیادت مولانا اسلم قریشی کی والدہ کریں گی۔

مولانا تاج محمودؒ کے صاحبزادہ طارق محمود آئے اور یوں جذبات کا اظہار کیا۔

> میں کر رہا تھا غم دوراں کا حساب
> آج تم یاد بے پناہ آ گئے

آج میرے غم کی پہلی سالگرہ ہے۔ اور مجھے اپنے ان کے دوستوں کے سامنے لب کشائی زیب نہیں دیتی۔ ان کے یاروں نے ان کی وفات سے لے کر آخر تک لحوں لحوں اور قدم قدم پر انہیں یاد کیا۔ اسلام آباد کے اجلاس میں جب حکومت سے موجودہ قادیانی آرڈیننس کے بارے میں مذاکرات ہو رہے تھے تو ان کے ساتھیوں کو ان کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ اس وقت میں نے مولانا خان محمد مدظلہٗ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے۔ میں پنجاب میڈیکل کالج کی اس تنظیم کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس تقریب کا اہتمام کیا۔ میں تاج محمود بن کر ایک سال سے پوری طرح اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے مشن کی تکمیل کے لیے کام کر رہا ہوں۔ اور ختم نبوت کا پرچم لہرا رہا ہوں۔ آج میں اپنے بزرگوں کی موجودگی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد میں اپنی تمام تر زندگی ختم نبوت کے لیے وقف کروں گا۔ انسان کو اپنے بچوں، مال اور جان سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں ہوتی اس عظیم مقصد کی خاطر جب بھی مجھے جہاں کہیں طلب کیا گیا، حاضر ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے والد جیسی زندگی اور قوت نصیب کرے۔ رات نصف سے زیادہ بیت چکی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وقت کی چال تھم گئی ہے۔ افتخار فیروز نے سید امین گیلانی کو سامعین کو گرمانے کی دعوت دی وہ اسٹیج پر آئے لیکن رقت جذبات پر قابو نہ پا کر واپس چلے گئے۔

علامہ تاج گرگردی آئے۔

> زبان پہ بار الٰہی کس کا نام آیا!
> میری نطق نے بوسے میری زبان کے

مولانا تاج محمودؒ اگرچہ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن وہ ہر ایک کو بڑھ کر عزیز رکھتے تھے۔ وہ ہر ایک سے محبت کرتے تھے۔ وہ لوگوں کے دلوں میں گھر کیے ہوئے تھے۔ تمام مسلک کے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اور ہر ایک کو ان پر بڑا اعتماد تھا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارا ایمان ہے۔ جس نے اس میں ذرا سا بھی شک کیا وہ ایمان

بقیہ : مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

کے دائرے سے خارج ہوگیا۔ خود خلیفہ اوّل نے اس کے خلاف جہاد کیا۔ اسلامی مملکت میں یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان فتنوں کا قلع قمع کرے ہم تو حکومت کو اس کا بھولا ہوا فرض یاد دلاتے ہیں یہ خطرناک سازشی گروہ آستین کا سانپ ہے۔ جس نے ان کو دودھ پلایا اسی کو انہوں نے ڈسا انہوں نے مولانا مرحوم کو یوں خراج عقیدت پیش کیا۔

حریت خیز ہو آواز تو بے باک ضمیر
مجلس ختم نبوت کا وہی ہوگا امیر

پھر دوبارہ سید امین گیلانی نے سامعین کو گرمایا۔

سودا کر لیا بھاؤ سے کا
کام ہے یہ دیوانوں سے کا

اس کے بعد پروفیسر غازی احمد نے صداقتی تقریر شروع کی۔ انہوں نے مولانا سے اپنے تعلق کا ذکر اور ان کی شفقت کا اظہار کیا۔ ان کا کہنا تھا۔ کہ مولانا نے میری داستانِ زندگی "ایمان کا سفر" پڑھ کر مجھے خط لکھا کہ میں آپ سے ملاقات کے لیے آنا چاہتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ بزرگ ہیں آپ سفر نہ کریں۔ میں آپ کے پاس خود حاضر ہو جاؤں گا۔ پھر پروفیسر غازی احمد نے کرشن لال سے غازی احمد تک سفر کی داستان سنا کر ایمان تازہ کیا۔ اور سامعین سے کہا کہ وہ وعدہ کریں کہ آئندہ پانچ وقت نماز ادا کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ آپس میں اتحاد پیدا کریں۔ انہوں نے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ملتان میں محض فرقہ وارانہ جھگڑوں کے باعث ایک نومسلم دوبارہ اپنے آبائی مذہب کی طرف پلٹ گیا۔ قیامت کے روز اس کا جواب آپ کے پاس کیا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ان کے نقش قدم پر عمل پیرا ہونا ہے۔

پروفیسر غازی احمد کے خطاب کے بعد امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد مدظلہ نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور دعا کے ساتھ پروگرام پونے دو بجے شب اختتام پذیر ہوا۔

مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی

مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک سرگرم مبلغ مولانا اسلم قریشی سیالکوٹی کو ۱۷؍ فروری ۱۹۸۳ء کو اس وقت بعض افراد نے اغوا کر لیا تھا۔ جب وہ سیالکوٹ کے نواحی قصبہ معراجکے میں خطبہ جمعہ دینے کے لیے جا رہے تھے۔ مولانا اسلم قریشی کی گمشدگی کا معمہ حل نہ ہونے پر یوم احتجاج منایا جا رہا ہے۔ مولانا کے ورثاء نے اس سلسلہ میں ملک کے ایک غیرمسلم قادیانی فرقے کے بعض افراد کو مولانا کے اغوا میں ملوث قرار دیا ہے۔ ان کی گمشدگی کی رپورٹ درج ہونے کے بعد مقامی پولیس نے ان کی تلاش یا بازیابی میں کوئی سرگرمی نہ دکھائی یہاں تک کہ شہریوں نے خود ہی مولانا کی بازیابی کے لیے ایک کمیٹی قائم کی۔ آج دو سال گزرنے کے بعد بھی پولیس کی تفتیش کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکی۔ اگر مولانا کے ورثا کی طرف سے ملزموں کے متعلق کی گئی نشاندہی کو پولیس اپنی تفتیش کی بنیاد بناتی تو کم از کم ان کے ورثاء کو پولیس سے عدم تعاون کی شکایت نہ ہوتی۔ خود صدر مملکت الحق نے بھی ایک موقع پر یقین دلایا تھا۔ کہ مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کے لیے تمام ذرائع بروئے کار لائے جائیں گے۔ لیکن مولانا محمد اسلم قریشی کی گم شدگی کا معمہ آج تک حل نہیں ہو سکا۔ کسی مسئلہ کے حل کے لیے صدر مملکت کی طرف سے یقین دہانی سے بڑھ کر اور اہتمام کیا ہوگا لیکن یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جب تک کوئی نتیجہ خیز صورت پیدا نہیں اظہار تشویش میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

بقیہ : قادیانی اعتراض

ہیں۔ تو ان میں سے کوئی نبی کیوں نہ ہوئی۔ ان کو کس وجہ سے محروم کر دیا گیا۔ اگر قادیانی کہیں کہ پہلے بھی کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔ اس لیے اب بھی نہیں ہو سکتی اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے بھی کسی نبی کی تابعداری سے کوئی شخص نبی نہیں بنا بلکہ براہ راست (بغیر تابعداری کسی نبی کے) ہوتے رہے۔ لہٰذا اب بھی کوئی شخص کسی نبی کی تابعداری سے نبوت حاصل نہیں کر سکتا۔

قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب

مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیر والی

اعتراض

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (نساء ع ۹) جو اطاعت کریں گے اللہ کی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی۔ پس وہ ان میں شامل ہو جائیں گے جن پر اللہ نے انعام کیا۔ یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ اور یہ ان کے اچھے ساتھی ہوں گے۔" اس آیت میں خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ میں طریق حصول نعمت اور تحصیل نعمت کو بیان کیا ہے۔ آیت میں بتلایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے ترقی کرکے نبی بن جاتا ہے

جواب

آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت ثوبان رضی نے عرض کی کہ حضور مجھ کو قلق اور رنج ہو گیا ہے۔ کیونکہ حضور (علیہ السلام) کی صحبت دنیا میں معدودے چند دن ہے۔ پھر فرقت ہی فرقت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ آپ اعلیٰ مقام میں ہوں گے۔ ہماری معمولی مسلمانوں کی وہاں کیسے گذر ہو سکتی ہے۔ خداوند عالم نے تسلی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ مطیع مسلمان جنت میں نبیوں صدیقوں شہداء اور صالحین کے رفیق ہوں گے۔ فرقت نہ ہو گی۔ اب اس بات کو اثبات نبوت سے کیا تعلق؟

اس آیت میں دنیا کے اندر نبوت وغیرہ ملنے کا کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ جو شخص مومن ہے وہ آخرت میں انبیاء شہداء صالحین کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ اگلے الفاظ وحسن اولئک رفیقا' رفاقت پر دال کرتے ہیں۔ اور آیت میں مع کا لفظ بھی موجود ہے۔ جس کے معنی ہیں "ساتھ"۔ خود مرزائی بھی مانتے ہیں کہ مع کے معنی ساتھ کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ان اللہ مع المتقین کہ خدا نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔ لفظ مع رفاقت اور معیت کے لیے ہے عینیت کے واسطے نہیں آتا۔ ورنہ آیت ان اللہ معنا' ان اللہ مع الصابرین، وھو معکم اینما کنتم میں اللہ اور انسان میں عینیت لازم آئے گی۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح چاروں کی معیت ایک ہی شرط کی جزا ہے۔ اگر مع کو عینیت کے لیے رکھیں تو نفس طاعت سے چاروں نام ایک ہی آدمی کے ہوں گے باوجودیکہ یہ غلط ہے۔

قرآن کریم میں ہے والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم" اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس رسولوں کے ساتھ یہی وہ صدیق ہیں شہداء ہیں اپنے رب کی طرف سے۔" اگر علی

ترقی سے درجہ نبوت ملتا تو خداتعالیٰ قرآن مجید میں الصدیقون والشہداء سے پہلے النبیون کا ذکر بھی فرما دیتے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ مومن کے صدیق شہید اور صالح بننے کی شہادت تو قرآن مجید میں موجود ہے۔ مگر نبی بننے کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔

حدیث شریف میں ہے۔ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء سچا اور امانت دار تاجر نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ کیا امانت دار تاجر کو نبی کہا جائے گا؟ آج تک کتنے لوگ تجارت کی وجہ سے نبوت حاصل کر چکے ہیں؟ اس آیت میں عطاء نبوت کا ذکر نہ ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ یہ وعدہ جملہ مومنین سے ہے۔ اور صحابہ کرام سے بڑھ کر اور کون مومن ہو سکتا ہے۔ جن کی تعریف قرآن مجید میں موجود ہے۔ کیا ان کے ساتھ یہ وعدہ پورا ہوا؟ پھر ان کے بعد کروڑہا آئمہ مجتہدین اور فقہاء کرام اور محدثین امت محمدیہ میں ہوتے ہیں۔ کیا ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسولؐ کا تابعدار نہیں تھا؟ اگر تھا اور ضرور تھا تو پھر ان کے ساتھ یہ وعدہ الٰہی کیوں پورا نہ ہوا؟

امت میں سب سے اونچا مقام صدیقیت کا ہے شہید اور صالح اس سے نیچے کے مقام ہیں۔ اطاعت کرنے سے یہ امت والے ہی مراتب حاصل ہو سکتے ہیں۔ نہ کہ وہ خود نبی بن جائے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کی جماعت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوری پوری متبع اور مطیع تھی۔ جن کو دنیا ہی میں اللہ نے راضی ہو کر جنت کے سرٹیفکیٹ عطا فرما دیے۔ ایسی اتباع کا نمونہ پیش کیا کہ قیامت تک دنیا میں اس کی نظیر نہیں پائی جا سکتی۔ اور بقول مرزا غلام احمد قادیانی ان میں حقیقت محمدیہ متحقق ہو چکی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں لوکان بعدی نبی لکان عمر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ابوبکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبی۔ لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام میں سے کوئی بھی نبوت کے مقام پر فائز نہ ہوا اور کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا۔ بلکہ حضرت ابوبکر رضؓ جیسے جلیل القدر صحابی صدیق رہے اور حضرت عمر رضؓ جیسے شہید اور محدث بنے۔ نبی تو کوئی بھی نہ بن سکا۔ اب امت میں کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑھ کر اتباع کی ہے۔ اور وہ نبوت کے مقام پر پہنچ گیا ہے نبیین جمع کا لفظ ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ سوائے مرزا غلام احمد قادیانی کے آج تک کوئی نبی نہ بنا۔ باوجودیکہ مرزا صاحب حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر رضؓ کے مطیع اور صالح ہونے کے قائل ہیں۔ براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۸۶ پر لکھتے ہیں۔

"وہ خداتعالیٰ افراد خاصہ امت محمدیہ کو جب وہ متابعت اپنے رسول میں فنا ہو جائیں اور ظاہراً و باطناً اس کی پیروی اختیار کریں بہ تبعیت ایسے رسول کے اس کی برکتوں میں سے عنایت کرتا ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جن کا نام احادیث میں امثل اور قرآن شریف میں صدیق آیا ہے"

اگر قادیانیوں کی دلیل کا مدار ترقی پر ہے تو استدلال اور زیادہ مضحکہ خیز بن جاتا ہے۔ اس لیے کہ درجے ہیں چار نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور ظاہر ہے کہ جب انسان ترقی کرے گا تو پہلے صالح بنے گا۔ اور اس کے بعد شہید بنے گا پس نہ زندہ بچے گا اور نہ ترقی کر کے صدیق و نبی بنے گا۔ آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک قتل فی سبیل اللہ نہ ہو شہید نہیں ہو سکتا۔ جس کا آیت میں کوئی ذکر نہیں۔ جب شہادت کے لیے قتل کی قید دوسری آیتوں کی وجہ سے لگائی جاتی ہے۔ تو دلائل ختم نبوت کی وجہ سے کیوں عینیت کی نفی نہیں کی جاتی۔

آیت میں جو قادیانی پیش کرتے ہیں یعنی (ومن یطع اللہ والرسول ...... الخ) پہلا لفظ من عورت اور مرد دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جب عورتیں بھی نماز میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم پڑھتی

باقی صفحہ ۱۲ پر

حضرت مولانا نے احمد الحسینی صاحب

براۃ امام

از

افتراء پیغام

مرزا غلام احمد قادیانی کی عمر کا اکثر حصہ خداوند تعالیٰ کی شان میں گستاخی، انبیا علیہم السلام کی تحقیر اور سید الرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں بے باکی، اولیاء کرام اور علماء ملت اسلامیہ پر الزامات واقع کرنے میں گذرا۔ اگر اس نے اپنے لڑکے کو خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے تشبیہ دیتے ہوئے کان اللہ نزل من السماء کا دعویٰ کر دیا۔ تو جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان پاک میں یہ کہلوا کر مسرت کے شادیانے بجائے

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور پہلے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ کہنے میں باک نہ کیا:

"مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پہ سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے۔"

ضمیمہ نزول المسیح ص۶۹

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے بارے میں کہا:

"اے گولڑہ کی زمین۔ تجھ پر لعنت ہو تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی"

کتاب مذکور ص۴۲

اسی مرزا غلام احمد قادیانی کی امت نے اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ جب اُن سے مرزا کی قبر کے متعلق پوچھا گیا کہ سکھوں نے اس کی تذلیل وتحقیر کردی۔ اس کے جواب میں یہ کہا کہ:

"شاہ اسمٰعیل نے ابوحنیفہ کوفی کی قبر جو کہ بغداد میں تھی۔ کھدوایا اور ہڈیوں کو جلا دیا اور اس جگہ ایک کتے کو گاڑا گیا۔ اس مقام پر اہل بغداد کا پاخانہ بنایا گیا"

پیغام صلح مورخہ ۱۲ نومبر ۳۰ء بحوالہ مجالس المومنین ص۳۰۱، اخبار البلال ص۱۹۲۳

ایسی بدزبانی کے متعلق مرزا غلام احمد کا فیصلہ یہ ہے کہ

"بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے۔ جو بدزبان ہے جس کے دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے"

سے مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۰۲ء

درثمین صہ ۱۸

یہ الزام اور افتراء جس طرح شرافت اور اخلاق سے دور ہے اسی طرح حقیقت سے بھی کوسوں دور ہے اور یہ افتراء پورا افتراء ہے۔ اس میں ایک ذرہ بھی صداقت نہیں ہے۔ ایسے پرآشوب اور پرفتن زمانہ میں جب کہ مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کی ضرورت ہے۔ مرزائی آئے دن مسلمانوں میں اختلاف اور انتشار پیدا کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ ان کا ہر مضمون اور تقریباً ہر ایک تحریر، شرافت، اخلاق سے نہ صرف بعید ہوتی ہے۔ بلکہ انتشار اور اختلاف میں جدوجہد کی جاتی ہے۔ کہ کسی طرح امت مسلمہ کا شیرازہ بکھر جائے۔ آپ خیال تو فرمائیں کہ جس پاکستان میں مرزائیوں کو جائے پناہ ملی اس علاوہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے مقلدین سے آباد ہے۔ وہ مجاہدین جو آج کشمیر میں اپنے خون بہاکر پاکستان کو بچا رہے ہیں۔ امام اعظمؒ کے جاں نثار ہیں۔ مگر ان مرزائیوں نے ان کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کرتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کی شان بابرکات میں یہ گستاخانہ الفاظ تشہیر کر دیئے۔ کسی مؤرخ یا سیرت نگار نے اس واقعہ کو نقل نہ کیا۔ بلکہ خواجہ عباد اللہ امرتسری جو مرزائیوں کے ہاں بھی معتمد علیہ ہیں۔ تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ ۴۷۹ھ مطابق ۱۰۸۶ء کو شاہ سلجوقی اور اس کا وزیر نظام الملک جناب امام اعظمؒ کی زیارت کو آیا تو اس وقت بھی قبر پر ایک گنبد تھا۔
۵۸۰ھ میں ابن جبیر اندلسی بغداد آیا تو اس نے بھی قبر کی تصدیق کی۔

۷۲۷ھ مطابق ۱۳۲۷ء کو ابن بطوطہ وہاں آیا۔ اس نے بھی اس کی تصدیق کی۔

نادر شاہ ایرانی نے جب بغداد پر حملہ کیا۔ تو امام صاحب کے مزار پر ایک دستہ اس لیے متعین فرمایا کہ روافض مزار شریف کی بے ادبی نہ کریں۔ حضرتؒ کا مقبرہ ہی بغداد شریف میں ایک ایسی عمارت ہے۔ جو بغداد کی بنیاد سے اس وقت تک قائم ہے۔ زمانہ نے شہر کی یادگاریں ایک ایک کر کے مٹا دیں۔ مگر یہ روضۂ پاک اسی طرح قائم ہے۔
(تاریخ بغداد جلد دوم صہ ۸۲)

یہ بہتان اکابر ملت اسلامیہ کی نظر میں نہایت ہی فساد انگیز اور شرارت اثر واقع ہوا ہے۔

۱۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اس طرح کی رکیک حکایات کا بے تحقیق نقل کر دینا اشتعال انگیز ہے۔ جس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں کی اشاعت سے عام جذبات کو بہت ٹھیس لگتی ہے۔ اور اندیشہ ہوتا ہے کہ کوئی فساد نہ ہو جائے۔ اس لیے ایسی تحریرات کی اشاعت کی روک تھام کرنی چاہیئے۔

شبیر احمد عثمانی
۱۵ مئی ۱۹۴۸ء

۲۔ مولانا عبدالماجد دریابادی کا ارشاد ہے کہ خدا معلوم وہ دنیا کی کون سی عجیب العجائب قسم کی کتاب ہے۔ جس میں روایت بھی ایسی پوچ قسم کی درج ہے۔

صدق ۱۹ جنوری ۱۹۴۸ء

۳۔ مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی ایم۔ ایل۔ اے فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ صاحبؒ کی قبر کے متعلق پیغام صلح کا بیان بالکل کذب و افتراء ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

۷ فروری ۱۹۴۸ء

۴۔ مولانا السید گل بادشاہ صاحب سجادہ نشین اکوڑہ فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اس طرح بے ہودہ اور بے بنیاد باتیں شائع کرنا عقل اور تدبر سے باہر ایک متعصب اور دشمن اسلام کا کام ہے۔

اس افتراء اور بہتان کا حوالہ پیغام صلح نے دو چیزوں سے دیا ہے۔ ایک تو الہلال کا اور دوسرا مجالس المومنین کا۔ دارالاشاعت شمس آباد کی طرف سے لاتعداد خطوط اخبار مذکورہ کو لکھے گئے۔ کہ الہلال سے کون سا الہلال مراد ہے۔ اور مجالس المومنین کس کی کتاب ہے۔ مگر جواب نہ آیا۔
آخر مجبوراً ۹ فروری ۱۹۴۸ء کو رجسٹرڈ نوٹس بھیجا گیا مگر اس کا بھی تاحال جواب نہ آیا اور نہ ہی ان شاء اللہ آئے گا الہلال سے متبادر مولانا ابوالکلام آزادؒ کا الہلال ہے اور اور مجالس المومنین ایک شیعہ کی کتاب ہے۔ دارالاشاعت کی طرف سے مولانا آزادؒ کی توجہ اس افتراء کی طرف مبذول کرائی گئی۔ مگر مولانا نے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے مندرجہ ذیل

جواب دیا۔

"اخبار پیغام صلح میں الہلال کا حوالہ غلط ہے"
۱۳، فروری ۱۹۴۸ء

مجالس المومنین کے متعلق عرض ہے کہ اس کتاب میں یہ عبارت موجود نہیں ہے۔ میں نے خود اس کو دیکھا۔ نیز شیعہ حضرات کے ممتاز الافاضل محمد بشیر صاحب نے بھی اس کا مطالعہ کیا۔ مگر یہ عبارت نہ ملی۔ جناب محمد بشیر صاحب نے تحریر فرمایا کہ

"میں نے کتاب مجالس المومنین صـ ۳۸۱ بغور مطالعہ کیا۔ مگر مجھے آپ کی پیش فرمودہ عبارت نظر نہیں آئی۔ احتیاطاً میں نے صـ ۳۸۰ صـ ۳۸۲ بھی دیکھا۔ مگر مجھے اس عبارت کا کوئی جزو نہیں ملا"

(محمد بشیر ۲۲، اکتوبر ۱۹۴۸ء)

مرزائیوں کے اخبار پیغام صلح نے یہ افتراء شائع کر کے مندرجہ ذیل مذموم حرکات کا ارتکاب کیا۔

۱۔ **اخلاقی** ۔ قرآن پاک کی تعلیم یہ ہے کہ تم غیر مسلموں کے معبودوں کو بھی برا نہ کہو۔ مگر مرزائیوں نے جناب امام اعظمؒ کی شان میں ایک نہایت ہی بری اشاعت کا ارتکاب کر کے اپنا اخلاقی دیوالیہ نکالا"

۲۔ **سیاسی** ۔ آج جب کہ مسلمانوں میں تنظیم اتحاد کی ضرورت ہے مختلف فیہ مسائل اور اہم امور پر بھی اطمینان اور اخلاص سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر مرزائیوں نے ایک ایسے نشتر کو شائع کرنا مصلحت سمجھا۔ کہ جس سے کروڑوں مسلمانوں کے دل زخمی ہوں۔ اور اشتعال پیدا ہو۔ وہ مخلص اور جاں نثار مجاہدین جو اپنے خون سے محاذ کشمیر اور دوسری خطرناک جگہوں پر تحفظ ملک کی خاطر قربانی کر رہے ہیں۔ سب کے سب امام اعظمؒ کے مقلد ہیں۔ ان پر اس کا کیا اثر پڑتا۔ اگر وہ صبر اور تحمل سے کام نہ لیتے۔ پھر مجالس المومنین کا حوالہ دے کر شیعہ اور سنی مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ یہ بہت ہی خطرناک چال ہے۔

۳۔ **صحافتی** ۔ ایک اخبار کا بلا دلیل اور بلا کسی حوالہ کے ایک خطرناک مضمون کا نقل کر دینا اور پھر حوالہ بھی بالکل غلط اور جھوٹا دے دینا صحافت کے لحاظ سے ایک ہی مذموم فعل ہے۔ اور دوسرے اخبارات کے متعلق یہ رائے قائم کرنے کا پیش خیمہ ہے۔ کہ اخبارات غلط اور جھوٹے حوالہ جات کے ذریعہ خبریں شائع کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس رکیکانہ حملے کے خلاف جس طرح مسلمان اخبارات و رسائل نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اسی طرح عیسائی رسالہ المائدہ نے بھی اس کو نقل کر کے صحافتی معیار کا حق ادا کیا ہے۔ بہر کیف پیغام صلح نے اس مضمون کو شائع کر کے مذہبی اور اخلاقی جرم کے ساتھ ساتھ صحافت پر بدنما داغ لگایا ہے جس کا ازالہ ہرگز نہ ہو سکے گا۔ مسلمانوں کو عموماً اور حکومت کو خصوصاً ایسے فساد انگیز اخبارات سے باخبر رہنا چاہیے۔

امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ

کروڑوں انسانوں کے پیشوا ہو کر گزرے ہیں۔ آپ کا فقہ حنفی اکثر بلاد اسلامیہ میں نافذ اور مقبول ہے۔ خصوصاً ہندوستان پر تو جتنے مسلمان بادشاہوں نے حکومت کی۔ وہ سب کے سب حنفی تھے۔ سلاطین اسلامیہ میں سے سلطان محمود غزنوی فقہ حنفی کے زبردست عالم تھے۔ ان کی تصنیف یادگار کتاب الفرید آج بھی کتب خانوں میں موجود ہے۔ عالمگیر کی یادگار فتاویٰ عالمگیری کئی جلدوں میں موجود ہے۔ سلطان فیروز شاہ کی یادگار فتاویٰ تاتار خانیہ اس امر کی دلیل ہیں کہ سلاطین اسلام فقہ حنفی کے عامل تھے۔ اور امام اعظمؒ ہی کو اپنا امام اور مقتدا سمجھتے تھے۔ ہر زمانہ میں امام صاحبؒ کا مزار مرجع خلائق اور عقیدت گاہ خواص و عوام رہا ہے۔ شاہ سلجوقی اور نظام الملک مزار پرانوار پر حاضری سے مشرف ہوئے۔ الپ ارسلان نے وہاں مدرسہ جاری کرایا۔ ناصر الدین قاچار شاہ ایران نیازمندانہ دربار ابی حنیفہ پر حاضر ہوا۔

امام صاحب کی مختصر سوانح حیات

اسم گرامی نعمان اور والد صاحب کا نام ثابت تھا۔ فارسی نسل

باقی صـ ۲ پر

اسلام کی عالمگیر دعوت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب سکندر

یہ دنیا دارالعمل ہے۔ اس میں انسان کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنے رب اور خالق کی عبادت کرے، اور اس کی مرضی اور احکام کے مطابق اپنی زندگی گذارے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو عبادت کا طریقہ سکھانے اور اپنی مرضیات اور نامرضیات کا علم، ان کو فلاح وبہبودی کا راستہ بتلانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا، اور ان پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ اللہ کے بندوں کو اس کی ہدایت کی طرف دعوت دیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی امت کو دعوت دی۔ اور اپنے قول اور عمل سے ان کو اپنے رب کی عبادت کرنے کا طریقہ سکھایا۔ انہیں کامیابی کے اصول بتلائے۔ خود بندوں کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں ان کی تعلیم دی۔ اور ان کے ذریعہ ان کے آپس کے جھگڑوں میں فیصلہ فرمایا۔ ارشاد باری ہے۔

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه۔ (البقرة: ۲۱۳)

سب لوگ ابتداء ایک ہی دین پر تھے (پھر ان میں باہم اختلاف پیدا ہوا) تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے، اور ان کے ساتھ کتاب بھی نازل فرمائی تاکہ لوگوں کے مابین ان باتوں میں فیصلہ کریں جن میں وہ اختلاف کریں۔

اور چونکہ ہر پیغمبر کی بعثت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے اس لیے ہر پیغمبر نے اپنی دعوت میں اپنی امت کو یہ جملہ فرمایا: "فاتقوا الله واطیعون" پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو۔ ہر پیغمبر نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی، اور ان کا تعلق اپنے خالق حقیقی سے جوڑا، انہیں نیک اعمال اور نیک اخلاق کی تعلیم دی۔ اور معاشرے کی اصلاح کی طرف پوری پوری توجہ دی، ان میں نیکیوں کو پھیلایا اور ان کے اچھے نتائج کی خوشخبری دی۔ اور انہیں برے اعمال سے روکا۔ اور ان کے برے نتائج سے انہیں آگاہ کیا۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت اپنی اپنی قوم، قبیلے اور شہر تک محدود تھی۔ چنانچہ حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: والی عاد اخاھم ھودا (اعراف: ۶۵) اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔

حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: والی ثمود اخاھم صالحا (اعراف: ۷۳) اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: (والی مدین اخاھم شعیبا) اور ہم نے اہل مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا

گیا اور انہوں نے اپنی قوم کو آسمانی ہدایت کی طرف دعوت دی۔

ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عالمگیر دعوت دے کر بھیجا۔ جو کسی خاص قوم یا ملک کے لیے نہ تھی۔ بلکہ اقوام عالم اور قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے تھی۔ اس عالمگیر دعوت کو قرآن کریم نے مختلف انداز میں پیش فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی عمومیت کو اس طرح بیان فرمایا:

قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السماوات والارض لا الہ الا ھو یحیی ویمیت فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ و کلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ (سورۃ اعراف: ۱۵۸)

آپ کہہ دیجیے اے لوگو میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اس کے سوا، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر اور اسکی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔

سورۃ بقرۃ میں تمام انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (البقرۃ: ۲۱)

اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

اسی طرح قرآن کریم نے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کو اس عالمگیر دعوت کی بلاتے ہوئے فرمایا:

یاایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم۔ (النساء: ۴۷)

اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس کتاب پر جو ہم نے نازل کی (یعنی قرآن کریم) تصدیق کرتی ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں بیسیوں آیات ایسی ہیں جن میں اسلام کی عالمگیر دعوت کو بیان کیا گیا ہے، اور یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ اب قیامت تک کے لیے تمام انسانیت کے لئے یہی راہ نجات ہے۔ ارشاد باری ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین (آل عمران: ۸۵)

اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا سو وہ اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔

چونکہ اسلام ایک عالمگیر دعوت ہے۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عربوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے زمانے کے ملوک عالم کو اس کی دعوت دی، اور فارس، روم، مصر وغیرہ کے بادشاہوں کے پاس اپنے نمائندے بھیجے اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم الانبیاء تھے اور آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا۔ اس لیے اس عالمگیر دعوت کا فریضہ آپؐ کی امت پر ڈالا گیا۔ ارشاد باری ہے۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ ... (آل عمران: ۱۱۰)

تم سب امتوں سے بہتر ہو جو بھیجی گئی عالم میں، حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔

لہٰذا یہ امت کسی خاص قوم ونسب یا مخصوص ملک و اقلیم میں محصور نہیں بلکہ اس کا دائرہ عمل سارے عالم اسلام کو، انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے گویا اس کا وجود ہی اس لیے ہے کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو انہیں جنت کے دروازوں پر لاکھڑا کرے۔

آج قرآن کریم کی یہ آیات امت محمدیہؐ سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ وہ اپنے اس فریضہ کو بجالائیں اور دین اسلام پر خود عمل کریں اور اس کی دعوت کو اقوام عالم تک پہنچائیں۔ اور انہیں کفر و ضلالت کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی اور اجالے میں لائیں۔ ورنہ قیامت کے

باقی صفحہ پر

توبہ کے آداب

عبیداللہ رحیمی آف شیدانی شریف

یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحاً عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتھا الانھر (سورۃ تحریم پارہ ۲۸)

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو تمہارے لیے وعدہ ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ بھی توبہ سے معاف کردے گا اور اس کے نتیجے میں تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کریگا کہ جس کے محلات اور درختوں کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔"

توبۃً نصوحاً "نصح" کا معنی ہے کہ "قول اور عمل سے اپنے ساتھی کی خیر خواہی کرنا۔ نصوح نصاحت سے مشتق ہے نصاحت کا معنی ہے سینا، کپڑے کے ٹکڑوں کو جوڑ دینا۔ غرض گناہ کی وجہ سے دین وتقویٰ میں جو شگاف ہوجاتا ہے۔ توبہ اس شگاف کو بھر دیتی ہے۔ امام بغویؒ نے فرمایا توبہ نصوح یہ ہے کہ گناہ سے توبہ کرے پھر اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔ جیسے دودھ لوٹ کر تھن میں نہیں جاتا، اب رہا کہ توبہ کی تعریف اور حقیقت کیا ہے۔ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں تحریر فرمایا ہے کہ گناہوں پر اقدام کے تین درجے ہیں۔

۱۔ پہلا یہ کہ کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہو، یہ فرشتوں اور انبیاءؑ کی خصوصیت ہے۔

۲۔ دوسرا درجہ یہ کہ گناہوں پر اقدام کرے اور پھر اس پر اصرار جاری رہے۔ کبھی ان پر ندامت اور ان کے ترک کا خیال نہ آئے۔ یہ درجہ شیاطین کا ہے۔

۳۔ تیسرا مقام بنی آدم کا ہے کہ گناہ سرزد ہو تو فوراً اس پر ندامت ہو اور آئندہ کے لیے اس کے چھوڑنے کا پختہ عزم ہو۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ گناہ سرزد ہونے کے بعد توبہ نہ کرنا یہ خالص شیاطین کا کام ہے۔ اس لیے باجماع امت توبہ فرض ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشادِ باری ہے:

یاایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ ارحم الرحمین کی بارگاہ رحمت کی شان دیکھئے کہ انسان ساری عمر اس کی نافرمانی میں مبتلا رہے۔ مگر موت سے پہلے سچے دل سے توبہ کرلے تو صرف یہ نہیں کہ اس کا قصور معاف کردیا جائے بلکہ اس کو اپنے محبوب بندوں میں داخل کرکے جنت کا وارث بنا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ التائبُ حبیب اللہ والتائبُ من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا اللہ کا محبوب ہے اور جس نے گناہ سے توبہ کرلی وہ ایسا ہو گیا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا۔ بلکہ گناہوں کو فرشتوں کے لکھے ہوئے اعمال نامہ سے بھی مٹا دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس کی رسوائی بھی نہ ہو۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ توبہ سچی اور توبۃ نصوح ہو جس کی تین شرطیں ہیں۔

۱۔ اپنے کیے پر ندامت اور شرمساری

۲۔ کہ جس گناہ کا ارتکاب کیا ہے اس کو فوراً چھوڑ دے اور آئندہ بھی اس سے باز رہنے کا پختہ عزم کرے

۳۔ تلافی مافات کی فکر کرے یعنی جو گناہ سرزد ہو چکا ہے اس کا جتنا تدارک اس کے قبضہ میں ہے اس کو کرے

شدہ نماز روزہ فوت ہوا ہے تو اس کو قضا کرے فوت شدہ نمازوں اور روزوں کی تعداد یاد نہ ہو تو غور و فکر سے کام لے کر تخمینہ متعین کرے پھر ان کی قضا کرنے کا پورا اہتمام کرے بیک وقت مشکل ہونے کی وجہ سے ہر نماز کے ساتھ ایک ایک نماز قضاء عمری کی پڑھ لیا کرے۔ ایسے متفرقات اوقات میں نمازوں کا اہتمام کرے۔ فرض زکوٰۃ ادا نہیں کی تو گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ بھی یک مشت یا تدریجاً ادا کرے۔ کسی انسان کا حق لے لیا ہے تو اس کو واپس کرے کسی کو تکلیف پہنچائی ہے تو اس کی معافی طلب کرے۔ لیکن اگر اپنے کیے پر ندامت نہ ہو یا ندامت تو ہو مگر آئندہ کے لیے اس گناہ کو ترک نہ کرے۔ تو یہ توبہ نہیں گو ہزار مرتبہ زبان سے توبہ توبہ کرلے

توبہ جس کے لیے ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے: انما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فاولئك يتوب الله عليهم وكان الله عليماً حكيماً۔ یعنی جو لوگ گناہ کرتے ہیں لیکن گناہ کرتے وقت وہ نہیں جانتے کہ یہ گناہ ہے لیکن جب ان کو پتہ چلتا ہے کہ یہ گناہ ہے تو فوراً اپنے کیے پر توبہ کرتے ہیں۔ اور آئندہ کے لیے اس کو ترک کرنے کا عزم کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلیتے ہیں۔

اور کس کے لیے توبہ نہیں ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

وليست التوبة للذين يعملون السيات حتى اذا حضر احدهم الموت قال انى تبت الئن جو لوگ برے اعمال کرتے رہتے ہیں۔ اور توبہ نہیں کرتے یہاں تک موت کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ یا اللہ میرے گناہ معاف فرمادے۔

زندگی میں توبہ کرنے کے بعد اگر پھر بتقاضائے بشری کبھی اس سے گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو پھر توبہ کی تجدید کرے۔ بارگاہ غفور الرحیم سے ہر دفعہ توبہ قبول کرنے کی امید رکھے۔

ایں درگاہ ما درگاہ نومیدی نیست صد بار توبہ شکستی باز آ

بقیہ: ابتدائیہ

رہے۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بنیادی کردار ادا کیا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو جو وفد صدر صاحب سے ملنے کے لیے گیا تھا۔ اس میں آپ سرفہرست تھے۔ اور زندگی کے اس آخری سال میں آپ نے وہ کام انجام دیا جس کے لیے فرد نہیں تحریکوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

آپ کی طبیعت بالکل سادہ تھی تصنع نام کا نہ تھا۔ صاف دل سادہ مزاج تھے۔ وضع قطع میں کسی قسم کی نمائش نہ ہوتی تھی۔

آپ نہایت تن دہی اور لگن سے ساری زندگی آخری سانس تک ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے مسلسل کام کرتے رہے۔ اس سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کرسکیں۔

آپ کی وفات جہاں ملک و ملت کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت میں ایک ایسا خلا پیدا ہوگیا ہے جو دیر تک پر نہیں کیا جاسکے گا۔

ادارہ ختم نبوت آپ کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب کرے۔ اور ہمیں بھی آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے

آمین

منظور احمد الحسینی

بقیہ: اسلام کی عالمگیر دعوت

روز پوری امت کو اس کوتاہی کا جواب دینا ہوگا۔

اللہ ہمیں اور پوری امت کو دعوت کے فرض کو بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کارمینا
نظامِ ہضم کو بیدار کرتی ہے،
معدے اور آنتوں کے افعال کو
منظم و درست کرتی ہے۔
Carmina
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
کارمینا ہمیشہ گھر میں رکھیئے۔
Adarts CAR-2/84

487
2.3.85

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

قادیانیوں کی نئی شرارت

آجکل قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کے نام اس مضمون کے خطوط آ رہے ہیں کہ مسلمان اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ مٹا کر گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ حالانکہ قادیانی خود گستاخ رسولؐ ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ:

الف: موجودہ دور میں "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" کا ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے اس لئے قادیان کا اسود عنسی مرزا غلام قادیانی (نعوذ باللہ) خود محمد رسول اللہ ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

ب: اور یہ کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی روحانیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی روحانیت پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھی اور مرزا کی روحانیت چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور کامل ہے۔ حضورؐ کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور مرزا کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے (خطبہ الہامیہ)

ج: اور یہ کہ مرزا خدا کا آخری نور ہے۔ (کشتی نوح)

د: اور یہ کہ مرزا افضل الرسل ہے کیونکہ آسمان سے کئی تخت اترے مگر مرزا کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ (تذکرہ)

ہ: اور یہ کہ آسمان و زمین اور پوری کائنات کی تخلیق صرف مرزا کی خاطر ہوئی ہے۔ (تذکرہ)

و: اور یہ کہ مرزا کی وحی نبوت نے شریعت کی تجدید کی ہے اس لئے اب مرزا کی وحی اور تعلیم ہی پوری انسانیت کے لئے مدار نجات ہے۔ (اربعین)

ز: اور یہ کہ مرزا کے بغیر دین اسلام مردہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت ہے اور مرزا کو نہ ماننے والے تمام مسلمان، کافر اور جہنمی ہیں۔

(اخبار الفضل۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ تذکرہ)

الغرض قادیانی عقیدہ کے مطابق "محمد رسول اللہ" کا دوبارہ ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے، اور یہ دوسرا ظہور محمد عربی کے ظہور سے اعلیٰ و افضل اور اکمل ہے اس لئے مرزا خاتم النبیین اور آخری نبی بھی ہے۔ افضل الرسل بھی اور مدار نجات بھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں یہ قصیدہ نعتیہ پڑھا، اور مرزا قادیانی سے دادِ تحسین وصول کی۔

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں — غلام احمد ہوا دار الاماں میں
غلام احمد ہے عرشِ ربِ اکبر — مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق — شرف پایا ہے نوعِ انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیاں ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی، جو کلمہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھتے ہیں تو محض اس لئے کہ ان کے نزدیک مرزا قادیانی بعینہٖ "محمد رسول اللہ" کا ظہور کامل ہے چنانچہ مرزا قادیانی کا منجھلا لڑکا مرزا بشیر احمد ایم۔ اے لکھتا ہے:

"مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعتِ اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے

اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں!
اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی"۔

(کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

انصاف کیجئے کہ کونسا غیرت مسلمان ایسا ہوگا جو اس پاک سرزمین میں قادیان کے اسود عنسی، مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کو "محمد رسول اللہ" کی حیثیت سے برداشت کرے؟ اور قادیاں کے جعلی محمد رسول اللہ کے نام کا کلمہ کی کھلی اجازت دے؟ پاکستان میں ایک معمولی کانسٹیبل کی جعلی وردی پہننے والے کو گرفتار کر لیا جاتا ہے! ہم پوچھتے ہیں کہ "محمد رسول اللہ" کی جعلی وردی پہننے والوں کو کیوں کھلی چھٹی ہے؟ کیا اس ملک میں نبی کے نام کی کوئی عزت نہیں؟

قادیانیوں کی عبادت گاہیں دراصل کفر و ارتداد کے مرکز، الحاد و زندقہ اور بے دینی کے اڈے اور حافظ ابن تیمیہؒ کے بقول "بیت الشیاطین" ہیں، ان معنوی غلاظت خانوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی چسپاں ان مقدس کلمات کی توہین ہے۔ جس طرح گندگی کی جگہ سے مقدس کلمات کا مٹانا واجب ہے ٹھیک اسی طرح قادیانیوں کی عمارتوں سے کلمہ طیبہ اور دیگر مقدس کلمات کا مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان